رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جیب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد — می گفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار
پانزدہ روزہ

سالانہ چندہ	۲
فی پرچہ	۱/

جلد ۹ | کاکوری شنبہ یکم ستمبر ۴۲ء مطابق ۱۰ شعبان المعظم سنہ ۶۱ھ | نمبر ۱۶

[illegible]

ادبیات

روحِ حریت

(منشی نبی الحسن علوی نجم، بی۔ اے، کاکوروی)

اے مرکزِ مدعائے عالم
ممکن نہیں تیرا ادعا کچھ
اک نور ہے پُرجلال وہ بھی
اک شمع اندھیرے گھر میں روشن
اک جذبۂ پُرکشش سراسر
نغمہ میں ترے ہے جوش پنہاں
بجلی کی تڑپ نہاں ہے تجھ میں
تجھ کو جو کہیں جلال آیا
محکوم کو حکمراں بنایا
قوموں کو کیا ہے تو نے بیباک
تو نے تو بہا ہے خونِ اقوام
پھر بھی نہ ملے ملے یہ دولت
ترکوں کے سروں میں تیرا سودا
پھر دن سے یہ اپنے ہند والے
اب ہنگامہ پسند ہو رہے ہیں

اے گوہرِ بے بہائے عالم
تو کیا ہے نہیں یہ ہے پتا کچھ
اک جوش ہے لازوال وہ بھی
یا مارِ سیاہ کا ہے تو "من"
کھنچ آتی ہے جس سے روح اکثر
بے چین ہے جس سے قلبِ انساں
شعلہ سا شررفشاں ہے تجھ میں
الٹا ورق کتابِ دنیا
معصوم کو ظلم سے بچایا
جو خاک تھے وہ بھی ہو گئے پاک
جو قتل نہ ہو نہ لے ترا نام
سب سے بڑھ کر خدا کی نعمت
تجھ پر سارے عرب ہیں شیدا
دل میں تری تڑپ ہیں پاتے
جانیں بھی وہ اپنی کھو رہے ہیں

خوف زدہ روح

(ترجمہ)

از ایچ۔ ایس۔ نگار عباسی صاحبہ

اوہ..... خوفناک..... ناقابلِ گریز..... مجھے محسوس ہوتا ہے کہ سائے، تاریک سائے، خاموش روحیں میرا پیچھا کر رہی ہیں۔ ان سے گریز ناممکن ہے..... میں ان سے بچنا چاہتی ہوں..... پیچھا چھڑانا چاہتی ہوں مگر یہ بڑھتے ہی چلے آتے ہیں۔

دبے دبے، ہلکے ہلکے قدموں کی پُراسرار چاپ میرے دل میں لرزہ سا پیدا کر دیتی ہے..... مجھے خوف محسوس ہوتا ہے۔ مجھے ان سے بچاؤ..... یہ اندھیری راتوں میں دبے پاؤں بڑھتی ہوئی پراسرار ہستیاں مجھے نگل جانا چاہتی ہیں، یہ سائے مجھے اپنا شکار بنانا چاہتے ہیں..... مجھے ڈر لگ رہا ہے..... مگر اتنی بڑی دنیا میں مجھے بچانے والا کوئی نہیں، کوئی نہیں..... میں اتنی بڑی دنیا میں تنہا ہوں..... اور لرزہ براندام۔

اوہ..... طاقت..... قوت..... دنیا کی متحدہ طاقتو! میرا ساتھ دو..... بلند آسمانو..... میری مدد کرو۔ میں تنہا ہوں اور خوف زدہ۔

۴
بر سالے تو نور سکرا کر
چل ساتھ ہو راستہ بتا کر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | یکم ستمبر ۴۲ء | نمبر ۲

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث

یورومپین طاقتوں کے اُٹھان سے پہلے کی دنیا پر ایک نگاہ ڈالئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ زمین عالم کی سب سے بڑی طاقت اسلام کی تھی۔ دنیا کی تمام حکومتیں مسلمانوں کے نام سے لرزہ براندام ہوتی تھیں۔ ہندوستان میں بھی جب یوروپین سیاح آئے تو مغلوں کی عظمت شان اور جبروت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ یہی حالت ترکی۔ ایران اور وسط ایشیا کی مسلمان سلطنتوں کی تھی کہ بڑی طاقتوں میں شمار ہوتی تھیں۔ نوع انسان کا خیال تھا کہ تمام کرۂ ارضی کی لگام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانوں کی زبان سے جب صلح اور امن کا لفظ نکلتا تو روئے زمین پر راحت و آرام و سکون کی لہر دوڑ جاتی مگر جب جنگ کا اعلان ہوتا تو دیگر اقوام تھر تھر کانپنے لگتیں۔ آج جن ممالک کے کرۂ زمین پر دھاک بیٹھی ہوئی ہے مسلمانوں کے قوت و جبروت کے زمانہ میں کسی شخص کو اُنکا نام تک معلوم نہ تھا۔ امریکہ و جاپان کا عدم و وجود برابر تھا۔ انگریز خانہ بدوش قبائل کی طرح جنگلوں اور پہاڑوں میں رہتے تھے۔ روس و جرمنی گمنامی کے غار میں پڑے تھے۔ روما کی طاقت البتہ ایک بڑی طاقت تھی مگر مردان اسلام کے سامنے اُنکی حیثیت بھی ایک پٹے ہوئے مُہرے سے زیادہ نہ تھی۔ اسلام کے عظمت و شان اس امر کا نتیجہ تھی کہ ہم مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان تھے اور اللہ و رسول کے احکامات کے تابع فرمان تھے۔ ہمارا دینی نظام قائم تھا اور جماعتی زندگی مستحکم تھی۔ مسلمانوں کے ساتھ سگے بھائیوں کا سا برتاؤ تھا۔ ہم آپس میں ایک تھے اور دشمنوں کے لئے شدید۔ ہماری جماعت میں ایک فرد بھی بزدل اور بے غیرت نہ تھا جو دشمن کا ساتھ دیکر اسلام کو نقصان پہونچائے۔ ہم دولت و ثروت کے مالک تھے مگر پجاری نہ تھے۔ ہماری جان و مال حتیٰ کہ اولاد کو بھی اللہ کی امانت سمجھتے تھے۔ ہمارا ہر کام اللہ کے لئے ہوتا تھا۔ ہماری زندگی سپاہیانہ تھی۔ دنیا کو ہم فانی سمجھتے تھے اور آخرت پر ایمان تھا۔ مسلمان کی نظر اسلامی نظر تھی اور راحت و آسائش کا انحصار نہ دولت پر تھا۔ نہ اولاد پر نہ زمین کی کثرت پر۔ نہ محلات کی شاندار ی پر بلکہ زمین و آسمان اور اُنکی درمیانی موجودات کو صرف اللہ کا ورثہ سمجھا جاتا تھا۔ مسلمان دنیا کی نعمتوں سے زیادہ جہاد و شہادت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کیونکہ وہ انسانی زندگی کا راہ خدا میں قربان ہو جانا بہترین مصرف سمجھتے تھے جب تک مسلم قوم کا یہ نقشہ قائم رہا خدائے برتر کی رحمتوں کے وارث رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان کا دل ایک دفعہ راہ سے بے راہ ہوکر اب پھر سیدھے راستہ پر آ رہا ہے مسلمان نور قرآن کا متلاشی ہے اور فرقہ بندیوں سے بیزار ہو رہا ہے۔ فریب دنیا کے چکر سے نکلنے کی کوشش کرکے زندگی کی حقیقت کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھنے کی خو پیدا کر رہا ہے۔ ایک خدا اور ایک رسول کی اطاعت پر یکجائی کے ساتھ قائم ہو کر تمام دنیا پر چھا جاؤ۔ بحر سمندروں میں گھوڑے دوڑاؤ۔ بجلیوں سے کھیلو۔ مسلمانو! اپنے مرتبہ کو پہچانو۔ آہ! تم کیسی ذلیل زندگی پر قانع ہو بیٹھے تھے۔ حالانکہ بقول اقبالؔ ؎

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث — مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

لولاک سے مراد وہی نصب العین ہے جس کو قرآن حکیم نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کے دعائیہ کلمات میں بیان کیا ہے۔ اس دعا سے یہ مراد نہیں ہے کہ صرف عربی الفاظ کو دہرا دہرا کر گدا گری کی جائے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ ہم دونوں جہان کے حصول کا تہیہ کریں اور جب تک اُن کو پا نہ لیں اپنے قدم پیچھے نہ ہٹائیں۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

مذکورالصدر مضمون اخبار "ایمان" کے شذرہ کا اقتباس ہے جس کو ہم اپنے ہم وطنوں کے غور و فکر کے لئے آج درج کر رہے ہیں اور بھائیوں و بہنوں کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرکے عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ خدا کرے ہم میں عمل کا جذبہ پیدا ہو اور ہم بزرگوں کے نقش قدم

پر چلکر سچے مسلمان بنیں اور اپنی قوت عمل سے دنیا کو دکھادیں کہ ہم اُن مسلمانوں کی اولاد ہیں جنھوں نے اپنے تہور و جبروت کا تمام عالم میں ڈنکا پیٹ دیا تھا۔

زلیخا

آدم تمام خیر تھے اور شیطان حامل شر۔ آدم کی برگزیدہ ہستی نے شیطنت کی کرشمہ سازیوں سے فریب کھاکر جو تاریخی شکست کھائی تھی اُس نے شیطان کی حوصلہ مندیوں میں روز افزوں اضافہ کردیا اور شیطان نے ہر پیغمبر کے مقابلہ پر اپنے سفیر بھیجنا شروع کردیئے تاکہ پیغمبروں کو آزمائش وابتلاء کے صبر تناک حوادث سے دوچار کردیں لیکن سب سے مختلف اور لطیف ترین آزمائش میں "یوسف" مبتلا کردیئے گئے۔ شیطان کی دلچسپیوں اور خوش مذاقیوں کی انتہا ہے کہ اُس نے "خوبصورت پیغمبر" کے مقابلہ کے لئے خوبصورت ترین حریف کو منتخب کردیا۔ دراصل زلیخا نسوانیت مکمل کا نازک ورنگین مرقع تھی۔ اُس میں قدرت نے اُن تمام عناصر کا اجتماع کردیا تھا جو صحیح معنوں میں عورت کا لازمۂ حیات ہیں۔ اسی لئے شیطان کو اور بھی زیادہ دھوکا ہوا وہ بزعم خود ایک مرتبہ عزائم پیغمبرانہ کو رنگینیٔ نسواں سے متزلزل کرچکا تھا۔ یہ اس کی دوسری کوشش تھی۔ کاش اُس کو یہ احساس ہوتا کہ وہاں مصالح خداوندی خود اُسکی دستگیری کررہے تھے اور یہاں تحفظ باری تعلے ساتھ تھا۔

شیطان نے اپنی کارگزاریوں کے ساتھ "حوا" کی فتحیابیوں اور فیروزمندیوں کی داستانیں زلیخا کو سُنا سُناکر ہمت دلائی اور انسانی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھانے کی ترغیب بھی دی۔ عورت کی ہمہ گیر فطرت ہمیشہ شخصیت سے بے نیاز رہتی ہے ایسی حالت میں زلیخا کی غلط فہمیاں تعجب انگیز نہیں ہوسکتیں۔

حسن و رعنائی کے ہر پیکر لطیف کا یہ مقدس ترین فریضہ ہے کہ وہ پیغام حُسن۔ حسن مکمل تک پہونچادے ورنہ اس کو فرائض میں کوتاہی کے لئے جواب دہ ہونا پڑیگا۔ یہ وہ پیغام ہے جس کا سننا اور سمجھنا کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں۔ زلیخا کو انھیں فرائض کے احساس اور شیطان کی ترغیب نے لئے پڑے مقابلہ پر آمادہ کردیا اور وہ آنکھ بند کرکے میدان میں کود پڑی پر اُس کو ہوش اُس وقت آیا جب اُس کا خوبصورت حریف اپنا مقدس دامن سمیٹے محفوظ کھڑا تھا۔ عورت کے لئے یہی ساعتیں صبر آزما ثابت ہوتی ہیں جب کوئی خود دار انسان اُن سے گریز کرنا چاہتا ہے اُس وقت اُسکے تمام جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں اور نسوانیت اپنے اصلی خدوخال میں دنیا کے سامنے بے نقاب ہوجاتی ہے اُس وقت اُس کو بے پردہ آنکھیں بھی دیکھ لیتی ہیں جو کسی طرح رموز نسوانیت کی محرم نہیں بن سکتی حالانکہ اُنکے لئے یہ حیرت آفریں لمحات نہ جاذب نظر ہیں نہ کاشف حیات۔

زلیخا اپنے وقار نسوانی کی یہ اہانت گوارہ نکرسکی کہ کوئی یوسف اپنا دامن بچاکر صاف نکل جائے۔ اُس نے پہلی مرتبہ مردانہ ہمت و استقلال کے ساتھ رنگینیت کو ٹھکرائے جاتے دیکھا تو ایک ایک کرکے اُس کے تمام خوابیدہ جذبات بیدار ہوگئے۔ پھر وہ نسوانی تمکنت کے ساتھ اپنے مخصوص اسلحہ سے مسلح اور نتائج سے بے پرواہ ہوکر صف آرا ہوگئی۔ وہ عالم مدہوشی میں مقابلہ کرتی چلی جاتی تھی بغیر سوچے سمجھے کہ اُس کا حریف معمولی انسان نہیں، ایک جلیل القدر پیغمبر ہے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ عورت شخصیت کی قائل نہیں عظمت و رفعت اُس کی لغت میں بے معنی الفاظ ہیں۔ وہ اپنی حمد و تسبیح ہر شخص کا فرض سمجھتی ہے اور اُس سے کنارہ کش ہونے والے کو معاف نہیں کرتی۔ مستقبل کی اُس کو کوئی فکر نہیں ہوتی حال کو کامیاب بنانے کی البتہ خواہشمند رہتی ہے۔ بعینہ یہی حالت یہاں بھی پیش آئی اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر قدم قدم پر نصرت خداوندی شامل حال نہوتی تو شیطان کی خوش فعلیاں نتائج کو کس منزل پر پہونچاکر دم لیتیں۔

یوسف خوش تھے کہ آزمائش وابتلا کے نازک دور سے وہ مفتخر و منصور ہوکر نکلے اور زلیخا شرمندہ و نادم لیکن مطمئن کہ اُس نے مقابلہ کیا ایک ایسے پیغمبر کا جس کے ساتھ خدا کی رحمتیں بھی تھیں اور وعدہ و کامرانی بھی۔ پھر بھی دامن چاک ہو ہی گیا عام اس سے کہ وہ اگلا تھا یا پچھلا۔

زلیخا کو غلط فہمیوں میں مبتلا رکھنے کے لئے شیطان کی وہ

تسلی بخش حیلہ سازی تھی جس نے ہمیشہ کے لئے حقائق پر پردہ ڈالدیا۔ درحقیقت زلیخا کی زندگی میں عورتوں کے لئے عبرتناک درس حیات اور ایک مستقل لائحہ عمل موجود ہے جس کی روشنی میں ہر بلند حوصلہ اور ذی ہوش عورت اپنا زرین کردار تعمیر کر سکتی ہے۔ لیکن ہر عورت زلیخا بننا چاہے تو یہ اس کی مضحکہ انگیز حماقت اور سعی لاحاصل ہوگی اگر وہ دلآویزیوں اور رنگینیوں سے معمور نہیں۔ اگر اُسکی نگاہیں حقیقت بیں اور قلوب حقیقت آشنا نہیں ہیں تو کسی یوسف کا دامن چاک کرنے کے بجائے خود اس کی ہوسناکیاں اپنا دامن ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گی۔ جس بدنصیب کی فطرت حقیقی نسوانیت سے محروم ہے زلیخا کی حوصلہ مندیاں اس کے لئے مشعل راہ نہیں ہو سکتی۔ زلیخا کا مقصد زندگی اس پیغام کی اشاعت تھی کہ حسن "مرعوب ہونے کے لئے نہیں آیا ہے۔ وہ جب کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے تو تمام بندشوں سے آزاد ہو کر اپنی ہمہ گیر قوت کا جائزہ لینا چاہتا ہے قطع نظر اسکے کہ اُسکے سامنے کوئی معمولی انسان ہو یا برگزیدہ پیغمبر۔

زلیخا کی اس حرکت نے البتہ حقائق نسوانی کا انکشاف کر کے دنیا والوں پر عورت کی ابلہ فریبیوں اور کرشمہ سازیوں کا راز افشا کر دیا اور دنیا جان گئی کہ ہر یوسف کا استقلال فطرت نسواں کو عریاں دیکھ سکتا ہے اسی لئے زلیخا اپنے کئے پر پشیمان تھی اور اُس کا گریۂ ندامت اُس کی قلبی اذیت کا آئینہ دار۔

اس نے دراصل یوسف کا نہیں خود اپنا دامن چاک کر کے نسوانیت کو ہمیشہ کے لئے رسوا کر دیا۔ زلیخا کو آزمائش تسخیر کرنا چاہئے اُس مرد پر جس کے ساتھ نہ فرشتوں کی ہمدردیاں اور نہ قدرت کی ہمدردیاں ہوں ورنہ نتیجہ معلوم۔

دنیا والوں نے زلیخا کو مختلف نظروں سے دیکھا۔ زاہد خشک کے خود ساختہ شرع میں زلیخا کی گستاخانہ جسارت ناقابل معافی جرم ہے اس کی سطحی اور تنگ نظر حسین اور بدہیئت کبھی امتیاز نہ کر سکی وہ ایک حسین اور وسیع النظر عورت سے بھی وہی اُمیدیں وابستہ رکھتا ہے جو درحقیقت بے مایہ اور بدقوارہ عورتوں سے ہونا چاہئے۔ اس کو نہیں معلوم کہ پیغمبران حسن و شباب کے لئے معاصی لطیف مخصوص ہو چکے ہیں۔ یہ سعادت صرف آشنایان حقیقت ہی کے نصیب میں آتی ہے صحیح معنوں میں ارتکاب گناہ بھی ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ صدہا نیکیوں سے زیادہ مشکل ہے۔ عمل نیک تو ایک سادہ لوح اور عامی انسان بھی کر سکتا ہے لیکن معصیت رنگین کا تحمل صرف اُنہیں خوش نصیبوں کے ساتھ ہے جن کے عزائم بلند نگاہیں روشن اور قلوب حق شناس ہوں۔

چودھری سراج احمد (ماخوذ)

بزرگانِ وطن

مذکورالصدر بزرگ کا حال ۱۹۲۶ء میں ایک رسالہ میں چھپا تھا جس کے اوراق اتفاق سے ہمارے ہاتھ آ گئے۔ بخیال حفاظت اس کا اقتباس درج کرتے ہیں۔ (اڈیٹر)

حضرت شیخ نظام الدین چشتی کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ سید نام نظام الدین لقب، والد کا نام قیام الدین تھا، حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی اولاد سے تھے۔ والد کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا تھا اور والدہ کی طرف سے سید گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے۔ معین الاولیاء میں لکھا ہے۔

"سلسلہ نسب پاک او بہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتہی میشود۔ واز نبیرگان شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی"

بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کو اورنگ آبادی لکھا ہے۔ لیکن اورنگ آباد آپ کا مدفن ہے، مسقط الراس کاکوری ہے۔ کاکوری چار پشتوں سے آپ کے بزرگوں کا وطن و مسکن تھا جہاں وہ نہایت عزت و حرمت سے رہتے تھے۔ حضرت مخدوم شیخ سعدی ان کے دادا تھے۔

والدین نے تعلیم و تربیت کا انتظام بہت اعلیٰ پیمانہ پر کیا تھا۔ ہر علم کو ان علماء سے پڑھوایا تھا جو اس میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ وہ خود بھی حدیث و فقہ کے اچھے عالم تھے، کبھی کبھی درس دیتے اور ہر ہفتہ امتحان لیتے تھے۔ عام نگرانی کی غرض سے ایک اتالیق بھی مقرر تھا۔

دستار فضیلت بندھ چکی تو والدین نے مندیل نکاح سر پر رکھنی چاہی۔ پوچھا کیا مرضی ہے؟ بولے داس کے لئے سر کہاں سے لاؤں ایک

کیا کم ہے جو دوسروں کی فکر کروں۔

آپ کا مبلغ علم اب تک صرف منقولات تک محدود تھا۔ حدیث، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، ادب، معانی، بیان کی تدریس کرتے تھے۔ معقولات سے بالکل اجنبی تھے۔ اساتذہ کے اشارہ سے بارہا چاہا کہ اس شجر ممنوع کو بھی ہاتھ لگائیں۔ لیکن والد نے اسی وقت ٹوک دیا۔ وہ معقولات کو ایمان کے لئے زہر ہلاہل سمجھتے تھے۔

لیکن مشیت کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ اس کو یہی منظور تھا کہ آپ اسکی بھی تکمیل کریں، آپنے اس کی تحصیل کا بھی عزم کیا۔ والد سے اجازت لینے گئے تو انھوں نے پھر منع کیا۔ ناممکن تھا کہ ہونے والی بات کی گرفت سے چھوٹ کر والد کے روکے رک جاتے۔ بولے جو "ایمان معقولات سے شکست ہو جائے وہ سلامتی کے ناقابل ہے"!

صاحب اخبار الاولیا اس ذوق و شوق کی وجہ ایک خواب بتلاتے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ دہلی میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوں، دل و دماغ نور ایمان سے تابندہ ہے۔ یہ دیکھ کر نماز شکرانہ ادا کی، اور والد سے گفتگو کر کے کاکوری سے نکل کر دہلی پہونچے۔

دہلی پہونچکر ان بزرگ کی تلاش کی، ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آخر پتہ چل گیا۔ یہ بزرگ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی تھے۔

شاہ صاحب اپنے عہد کے علماء و فضلا میں ایک خاص شان رکھتے تھے، اور امارت فی الدین کے درجۂ عالی پر ممتاز تھے۔ پنجاب، بنگال، سندھ، دکن، گجرات، کے طالبان علم و تشنگان طریقت کا ہر وقت انبوہ لگا رہتا تھا۔

آپ نے لوگوں سے پوچھ گچھ شروع کی، اور ہر سوال کے جواب میں یہی سنا کہ ہماری آنکھوں نے انکا مثل نہیں دیکھا، بے تامل اٹھکر وہاں پہونچ گئے، اور اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت سہپہر کا وقت تھا۔ مجلس سماع منعقد تھی اور دروازے سب بند تھے۔ آپ نے خادم سے کہا، اس نے جاکر اطلاع کی نظام الدین نامی ایک شخص آیا ہے، فرمایا بلالو، اخوان مجلس نے کہا یہ خلاف قاعدہ ہے۔ فرمایا نام سے شناسائی کی بو آتی ہے اغیر نہیں دوست ہے۔ خادم گیا اور بلا لایا۔ آپ اس سے پہلے کبھی اس قسم کی مجلسوں میں شریک نہ ہوئے تھے، دیکھ کر اچنبھا کرنے لگے، اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ بعد سماع گفتگو ہوئی، شاہ صاحب بہت محبت و شفقت سے پیش آئے، اور آپ کی درخواست منظور کر کے اپنے ہی مکان کے ایک حصہ میں رہنے کا انتظام کر دیا۔ کھانا اپنے ساتھ کھلاتے تھے۔ پڑھنا پڑھانا شروع کر دیا، اور تھوڑے عرصہ میں منقولات کے ساتھ معقولات کے دروازے آپ پر وا ہو گئے لیکن اسی کے ساتھ ایک اور کتاب بھی کھولدی گئی تھی، اور اس کی خاموش آوازیں چپکے چپکے آپ کو کچھ اور بھی پڑھا رہی تھیں۔ سماع کی مجلسوں میں بھی آنے کی اجازت تھی، حلقہ میں بھی بیٹھ سکتے تھے۔ ان مجلسوں میں آپ کبھی کبھی شریک ہوتے، اور عشق کی شورشیں دیکھ کر اپنے اندر بھی ایک حریصانہ بیتابی پاتے تھے معین الادب میں لکھا ہے۔

"بطلب علم بخدمت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ حاضر شدہ بعد از فراغ علوم ظاہری در تحصیل امور باطن اکتساب کرد، و محنت و ریاضت شاقہ کشید"!

ارشاد و ہدایت کی اجازت ملی، آپ نے شکر نعمت میں تین مہینہ کا اعتکاف کیا، شاہ صاحب نے اس زمانہ میں خاص توجہ مبذول رکھی۔ زاویۂ اعتکاف سے نکلے تو ملک دکن کی حکومت تفویض ہوئی، اور اورنگ آباد مستقر قرار پایا۔

دکن عرصہ سے ایک ہادی شرع و طریق کے لئے مضطرب تھا ہر طرف مذہبی طوائف الملوکی پھیل گئی تھی اور دن بدن حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی تھی۔ لیکن آپ کے جاتے ہی انقلاب کی ہوائیں چلنے لگیں، حالت بدلنی شروع ہو گئی، اور سارا دکن اس مقدس انقلابی کا پابوس ہو گیا۔ ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگوں نے قدر و منزلت کی، امراء، فقراء، علماء بیعت ہوئے۔ جو شخص آتا بلا فرق و امتیاز مجلسوں میں بار پاتا، کسی کے لئے کوئی خصوصیت نہ تھی، شاہ و گدا کا ایک رتبہ تھا۔ بیعت کا سلسلہ اسقدر وسیع ہوا کہ مریدوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زائد ہو گئی۔ عقیدت مند دکن کی کل آبادی تھی۔

(بقیہ صفحہ ۸ کالم ایک)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ ۱۵، ۱۶؍ اگست کی درمیانی شب سے بارش کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اور جس رفتار سے پانی گرتا رہا وہ زراعت کے لئے تو مفید کہا جاتا ہے لیکن مکانوں کے لئے بہت خطرناک تھا۔ وہ سلسلہ دس بارہ دن رہا۔ کبھی بہت زور کا پانی گرا اور کبھی ترشح ہوتا رہا۔ بعض بعض دن تو شبانہ روز بارش ہوئی کہ گھروں سے نکلنا دشوار ہو گیا تھا۔ شکر ہے کہ مکانوں کے گرنے کی تو اطلاعات بہت کم ملیں البتہ جہاں تک معلوم ہوا ہے ٹپکنے سے بہت کم مکانات محفوظ ہیں۔ اب کئی دن سے آسمان کھلا ہے اور دھوپ تیز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فی الحال زراعت کے لئے بھی بارش کی ضرورت نہیں ہے۔ عموماً ہوا خوشگوار و خنک چلتی رہتی ہے۔ کسی وقت ہوا بند ہونے سے حبس ہو جاتا ہے۔

آب و ہوا:۔ گذشتہ عشرہ میں قصبہ کے اندر ہیضہ کا زور رہا ایک درجن سے زیادہ اموات ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ بعض لوگ مبتلا ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ اچھے ہو گئے۔ (افسوس ہے کہ اسپیار ٹاؤن ایریا سے ہمکو تفصیلی رپورٹ باوجود طلب کے نہیں ملی جس سے یہ پتہ چل سکتا کہ کون کون محلے زیادہ متاثر تھے اور کن لوگوں پر بیماری کا حملہ ہوا) چیرمین صاحب ٹاؤن ایریا نے لوگوں کے ٹیکا لگانے کا معقول انتظام کیا اور مقامی ڈاکٹر نے پوری دلچسپی سے تمام قصبہ کا گشت کرکے بوڑھوں۔ جوانوں اور مرد و عورتوں و بچوں کے انجکشن لگائے۔

قصبہ میں ملیریا اور نزلاوی بخار کی بھی شکایات سنی جاتی ہیں۔ تمام بلیات سے اللہ تعالےٰ اہل قصبہ کو محفوظ رکھے۔

ناگ پنچمی:۔ اہل ہنود کا تہوار نہایت امن و سکون سے ۱۸؍ اگست کو منایا گیا۔ شام کو مختلف مقامات پر حسب دستور گوڑیا پیٹی گئیں اور مندروں و ہرم سالوں میں پوجا بھی ہوئی۔

شبراتؔ:۔ ۲۹؍ رجب مطابق ۱۳؍ اگست کو مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تھا۔ لہذا ۳۰؍ کی رویت مانی گئی اور شبرات جمعہ ۲۸؍ اگست کو عموماً قصبہ میں منائی گئی۔ کیونکہ تکیہ شریف پر فرنگی محل لکھنؤ (جہاں کا اتباع رویت کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے) کوئی اطلاع ۲۹؍ رجب کو چاند ہونے کی نہیں آئی۔ اخبارات وغیرہ سے بعض لوگوں کو ۲۹؍ رجب کو چاند اکثر مقامات پر ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔ لہذا اُن لوگوں نے پنجشنبہ کے دن اپنے یہاں شبرات کی نوافل و وظائف پڑھے۔ تلاوت کلام پاک کی اور فاتحہ وغیرہ کے مراسم ادا کئے۔ قصبہ میں عام طور پر جمعہ کو شب برات ہوئی۔

صحت و سکون:۔ (۱) مولوی ضیاء الدین حیدر (قاضی گڑھی) کی طبیعت اب بفضلہ اچھی ہونا بیان کیا جاتا ہے شکایات میں گونہ کمی ہے۔ البتہ ضعف ابھی کافی ہے۔ خدا کرے موصوف کی طبیعت جلد بالکل صاف ہو جائے۔

(۲) بیوہ سید عاشق حسین مرحوم (محلہ بیج رام کٹرہ) اب بالکل اچھی ہیں مرض کے اثرات زائل ہو چکے ہیں غذا میں بھی رفتہ رفتہ اضافہ ڈاکٹر معالج نے بتایا ہے۔ کمزوری و نقاہت بھی رفع ہو رہی ہے۔

(۳) مولوی سید مقبول الدین صاحب (محلہ برگدتلہ) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اب بخار تو نہیں رہتا خفیف حرارت کسی وقت ہو جاتی ہے۔ ضعف بھی کم ہو رہا ہے۔

(۴) اورنگ آباد کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ دختر سید ثابت علی عباسی (محلہ قلعہ) کو وہاں پہونچکر شدید بخار آیا اور ڈاکٹر نے میعادی بخار تجویز کیا تھا۔ بخار کی شدت اور غذا نہ ہونے سے کمزوری بہت بڑھ گئی۔ چودھویں دن بخار میں خفت ہوئی۔ ٹمپریچر صبح کو نارمل ہوا۔ خدا کرے اس درمیان میں اُن کی طبیعت بالکل اچھی ہو گئی ہو اور کمزوری بھی جلد دفع ہو جائے۔

علالتیں:۔ (۱) منشی محمد نسیم علوی (محلہ باؤلی) کی طبیعت گذشتہ عشرہ میں بہت خراب رہی۔ کئی دن دست آتے رہے اور متلی بھی ہوتی رہی گو شدائد اب نہیں ہیں لیکن اب بھی کئی اجابتیں روزانہ ہوتی ہیں۔ ضعف شدید ہو گیا ہے۔ حرارت بھی رہتی ہے۔ نقاہت کم ہو رہی ہے۔ اور جتنی بھی معدہ میں جاتی ہے وہ دستوں کے

ذریعہ خارج ہو جاتی ہے۔ باری تعالیٰ رحم فرمائے اور محمد تسنیم کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۲) حکیم حافظ عبدالحلیم علوی واسطہ جسم یا سلطے کے اسفل جسم کا خاص حصہ اور اُن میں زخم پڑ گئے ہیں جس کی تکلیف حکیم صاحب کو بہت ہے۔ بخار بھی شدید آیا اب بخار تو نہیں ہے البتہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زخموں کی ایسی سخت اذیت ہے جس کی وجہ سے شب کو نیند بھی نہیں آتی۔ خداوند کریم حکیم صاحب کو جلد تندرست فرمائے۔

(۳) والدۂ مولوی خلیل احمد عباسی (محلہ قاضی گڑھی) کو بخار اب نہیں ہے اور پیچش میں بھی خفت بیان کی جاتی ہے۔ ضعف و نقاہت اندیشہ ناک ہے۔ خداوند کریم رحم فرمائے۔

(۴) منشی عبدالکریم سخن (چودھری محلہ) کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ میں کسی تانگہ کے زد میں آجانے سے مضروب ہو گئے ہیں۔ پیر میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سخن صاحب کو صحیح و تندرست فرما کر جلد کاکوری واپس لائے۔

(۵) دختر کلاں مولوی خلیل احمد عباسی کے متعلق ریاست اودے پور کی تحریر سے دریافت ہوا ہے کہ میعادی بخار میں مبتلا ہو گئی ہیں خدا کرے اس درمیان میں بخار بالکل اُتر گیا ہو۔ گزشتہ ربیع الاول میں مریضہ کا عقد بمقام چھوٹی سادری (ریاست میواڑ) ہونے کی خبر اب معلوم ہوئی ہے۔

(۶) ریاست جاؤرہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ مولوی شفیق احمد عباسی (قاضی گڑھی) کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔

متفرقات:۔ (۱) موجودہ سیاسی گڑبڑ کی وجہ سے سید حسین حیدر ڈپٹی کلکٹر معہ آرمڈ پولیس کی گارڈ کے ۱۵-۲۰ روز سے کاکوری میں مقیم ہیں اور تھانہ کاکوری و تھانہ ملیح آباد سے متعلق مواضعات کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔

(۲) ایک غلط اطلاع کی بنا پر کہ کاکوری کا ڈاکخانہ شوریدہ سروں نے لوٹ لیا سُنا ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ۱۸ راگست کو کاکوری تفتیش حال کے لئے آئے تھے۔ جہاں تک اطلاع ملی ہے، قصبۂ خاص و دیگر مواضعات میں سب طرح امن و سکون ہے۔ معلوم ہوا کہ نئے

پوسٹ ماسٹر کی کسی رپورٹ پر غلط فہمی پیدا ہوئی تھی واقعہ کچھ نہ تھا۔

(۳) ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۳۸ کے ماتحت تقریباً ساڑھے چار ماہ سے جو فوجداری مقدمہ شیخ انیس احمد عباسی بی اے ایڈیٹر "روزنامہ حقیقت" لکھنؤ کے خلاف چل رہا تھا وہ ۱۲ راگست کو خارج ہو گیا اور استغاثہ جھوٹا ثابت ہوا۔ بعض بدخواہوں کی وجہ سے عزیز مذکور کو زیر بار اور پریشان ہونا پڑا۔ ہم انیس احمد صاحب کو مقدمہ میں شاندار کامیابی پر دلی و پُر خلوص مبارکباد دیتے ہیں۔

(۴) دریافت ہوا کہ کٹرہ بازار کے ایک بنیہ کا گراں فروشی کے الزام میں چالان ہوا ہے۔ یقین ہے کہ اس سے گراں فروش تاجروں کو عبرت ہوگی اور وہ پبلک کو لوٹنے سے باز رہیں گے اور گورنمنٹ کے احکامات کے خلاف ورزی کرینگے۔ اگر مقامی پولیس ذرا توجہ سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے پر تیار ہو جائے تو نہ صرف خلاف احکامات سرکاری گراں فروشی کا سدّباب ہو جائے۔ بلکہ اور دوسرے واقعات مثلاً جوا وغیرہ کی لعنت بھی قصبہ سے دفع ہو جائے۔

حادثات:۔ (۱) بیحد رنج و افسوس سے یہ خبر سُنی گئی کہ حکیم مرزا شکور بیگ (مغل محلہ) کی چھوٹی ہمشیرہ اور مرزا سکندر بیگ کی اہلیہ نے آتش زدگی سے ۱۴ راگست کی صبح کو اس دار فانی سے نامراد رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۳ و ۱۴ رشب کی درمیانی شب میں اتفاقیہ طور پر لالٹین سے کپڑوں میں آگ لگ گئی تھی اور جسم کا بہت سا حصہ جل گیا تھا۔ مرحومہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بہت نیک صابر و شاکر خاتون تھیں اور انتظام خانہ داری وغیرہ میں خاص دخل تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور مرحومہ کے بھائی۔ شوہر۔ اور دیگر اعزہ سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ہم صبر و سکون حاصل ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

(۲) ۲۸ راگست کو ۶½ بجے شام کے قریب دفعتاً باتیں کرتے ہوئے جناب حاجی اعجاز علی صاحب کا واقعہ ارتحال پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم میں بہت سے اوصاف تھے۔ بڑے وضعدار۔ پکے مسلمان امیر و غریب اور عزیز و غیر سے

نہایت اخلاص کا برتاؤ کرتے اور سب کے دکھ درد میں انتہا ہمدردی فرماتے اور بار بار اُس کے یہاں جاکر دریافت حال کرتے۔ قصبہ کے لئے حاجی صاحب کی رحلت سنگین حادثہ ہے۔ کاکوری کے ذی وجاہت لوگوں میں حاجی صاحب مرحوم کی بھی ایک نمایاں ہستی تھی۔ اور عوام خواص میں کافی اثر تھا۔ نہ صرف عزیز بلکہ غیر بھی مرحوم کا بڑا احترام کرتے تھے۔ آپ کی زندگی مرنجاں مرنج تھی اور لڑائی جھگڑے سے دور بھاگتے تھے۔ اگر قصبہ میں کوئی قضیہ پیش آتا تو فریقین میں صفائی کرا دینے کی کوشش کرتے۔

آپ کا زیادہ وقت وظیفہ وظائف یا خلق اللہ کی خدمت میں گزرتا تھا۔ ہم اس حادثہ عظیم میں مرحوم کی بیوہ۔ تینوں صاحبزادوں صاحبزادی اور چچا زاد بھائیوں و دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اور اُن سب کو صبر و سکون حاصل ہونے کی دعا کے ساتھ مرحوم کی مغفرت کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں۔

انتقال کے وقت تک حاجی صاحب بالکل اچھے تھے۔ مسجد سے نماز عصر پڑھنے کے بعد اپنے چچیرے بھائی منشی احتشام علی صاحب کے یہاں تشریف لے گئے اور اُن سے باتیں کرتے رہے باتیں کرتے کرتے دفعتاً حالت غیر ہوئی اور چند منٹ میں روح پرواز کر گئی۔ کہا جاتا ہے کہ شدید حملہ فالج کا قلب پر ہوا اور دل کی حرکت بند ہو گئی۔ بے ثباتی دنیا کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۵ کالم ۲)

فتوح و نذرانے بکثرت پیش ہوتے تھے، مگر وہ سب فقرا کا آذوقہ اور حاجتمندوں کی رفع ضروریات کا بیت المال تھا۔ آپ خود کچھ ریاضت کرکے اپنی خورد و نوش کا انتظام کرتے تھے۔

اتباع سنت کی یہ کیفیت تھی کہ جب سے طریقت میں آئے پلنگ پر نہ سوئے، نرم نرم بستروں پر لیٹنا چھوڑ دیا، ہمیشہ بوریہ پر لیٹتے تھے۔ شاگرد توجہ دلاتے کہ اس سے جسم پر نشان پڑ جاتے ہیں، تو فرماتے اِن پر نشانوں کے سوا میرے پاس اور کیا چیز ہے جو میں اپنے آقا کے سامنے پیش کروں گا۔ گیہوں کی روٹی گوشت کا سالن نہیں کھاتے تھے۔ ترکاری میں گھی کی جگہ زیتون کا تیل ڈالا جاتا تھا۔ محبوب ترین غذا جو کی روٹی، ساگ، ثرید اور چھوہارے تھے۔ بیماری کے زمانے میں اکثر شہد کا استعمال کرتے تھے۔

لیکن اس شدت اتباع کے ساتھ عاشقانہ سرگرمیوں کا بھی یہ حال تھا کہ ہر وقت از خود رفتہ رہتے تھے۔ قریب قریب روزانہ سماع کی مجلسیں مرتب ہوتی تھیں۔ دور دور سے قوال بلائے جاتے تھے، ہر شخص کو شرکت کی اجازت تھی، جو چاہے روحانیت کے جام و سبو پئے، کسی قسم کی روک ٹوک نہ تھی گویا شیخ "در کفے جام شریعت اور کفے سندان عشق" کا مجسم نمونہ تھے۔

آپ کو مرشد برحق سے بہت محبت تھی، چنانچہ جب ان کے انتقال کی خبر سنی تو حالت غیر ہو گئی۔ معین الاولیا میں لکھا ہے:-

" اورا با حضرت شیخ کلیم اللہ محبت و موانست بمرتبہ عشق بود و قریب تر از زمان رحلت شیخ، محمل زندگانی ازین سرائے فانی بعالم قدس و جاود دانی بربستند"

تاریخ وصال ۱۲۔ ذیقعدہ ہے، عمر ۹۲ برس کی تھی مزار اورنگ آباد میں ہے۔

اولاد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پانچ لڑکے تھے۔ لیکن مسند آرائے خلافت فخر الدین ہوئے، بادشاہان و شہزادگان دہلی ان کے مرید ہوئے۔ اور مغربی ہند میں بہت شہرت پائی۔

سماع سے متعلق ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ ایک روز شام کا وقت تھا، یاران طریقت بزم افروز تھے، ایک آیا اور عرض کیا میں ایک رباب نواز لایا ہوں حکم ہو تو حاضر کروں۔ گل محمد ایک مقرب خادم تھے وہ بولے کیا حضرت رباب ستار کے جیاب نالوں سے بہتر ہے؟ فرمایا ؎

از کاسۂ رباب مرا نغمۂ رسید شد آفتاب ہر کہ ازاں ذرہ چیز بود

رباب کے ساتھ ہنگامۂ سماع گرم ہوا، اور ساری محفل کو ہلا دیا۔ مجلس برخاست

سید توسل حسین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس "لکھنؤ" میں چھاپا اور سید محمد مشیر الدین نے مولوی محلہ (لال املی) کاکوری سے شایع کیا۔